مسلمانوں کے غیر مسلموں سے معاہدات: دورِ صدیقی کا خصوصی مطالعہ

Muslim Treaties with Non-Muslims: A Special Study of the Era of Caliph Abu Bakr al-Siddiq

**** Muhammad Shahid, ** Muhammad Hassan Raza, *** Dr. Syed Noor Ul Hassan Hashmi***

** M.Phil. Research Scholar, Department of Islamic studies, Riphah International University, Islamabad.*
*** Ph.D. Research Scholar, Department of Islamic studies, Riphah International University Islamabad.*
**** Lecturer, Islamic Studies, Arid Agricultural University, Rawalpindi.*

KEYWORDS

Non-Muslims
Prophet Muhammad (PBUH)
Hazrat Abu Bakr Siddiq (RA)
Islamic Territories

ABSTRACT

After the passing of Prophet Muhammad (PBUH), during the caliphate of Hazrat Abu Bakr Siddiq (RA), an Islamic government was established based on Islamic principles, and there was no compromise in the enforcement of Islamic laws. During this period, significant examples were set regarding the protection of minorities. The safety of non-Muslims' lives, property, honor, and dignity was ensured, and their places of worship and religious practices were granted legal recognition. Interestingly, during this time, laws were made equally for both Muslims and non-Muslims, and interfaith harmony was promoted. During this period, not only was there an extraordinary expansion of Islamic territories, but also, keeping the scholarly examples of the Prophet's era in view, Muslims established a distinct and unique identity as a peaceful nation on earth. To achieve this, they adopted a generous attitude towards non-Muslims, fulfilled their rights, and made every effort to ensure that peace was maintained without any disruption, even if it required great sacrifices. In this regard, minorities were granted complete freedom in matters of government positions, livelihood, living conditions, and religious beliefs and practices. Their old places of worship were not only protected but they were also granted full freedom to worship in their places of worship and to hold their religious ceremonies. During the caliphate of Abu Bakr, numerous agreements were made with non-Muslims in which the protection of their places of worship and religious practices was highlighted as a priority. It is essential that this practice from the time of the caliphate of Abu Bakr be followed in the present day as well. This article is written with that necessity in mind.

*Corresponding Author: Muhammad Shahid
Email Address: *Shahid.multan715@gmail.com*

تعارف

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں اسلامی اُصولوں کی بنیاد پر حکومت قائم کی گئی اور اسلامی قوانین کو نافذ کرنے میں کسی قسم کی رعایت نہیں برتی گئی۔ اس دور میں اقلیتّوں کو تحفّظ فراہم کرنے کے حوالے سے بڑی بڑی مثالیں قائم کی گئیں۔(ہندی، ع، ا، ۴:۴۷۵) اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلموں کی جان ومال اور عزت و آبرو کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا اور اُن کی عبادت گاہوں اور مذہبی شعائر کو ایک قانونی حیثیّت فراہم کی گئی۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اِس دور میں مسلم و غیر مسلم دونوں کے لیے ایک جیسے قوانین بنائے گئے اور بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا گیا۔ اس دور میں اسلامی سرحدوں میں نہ صرف غیر معمولی اضافہ ہوا بلکہ عہدِ رسالت کے علمی نمونوں کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں نے روئے زمین پر ایک پر امن قوم کی حیثیت سے اپنی الگ اور منفرد پہچان قائم کی۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے غیر مسلموں کے ساتھ بڑا فراخدلانہ رویہ اختیار کیا، اُن کے حقوق کو پورا کرنے میں کوئی کمی نہیں کی اور ہر لحاظ سے کوشش کی کہ قیامِ امن میں کسی قسم کا کوئی خلل واقع نہ ہو خواہ اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ اس ضمن میں اقلیتوں کو سرکاری عہدوں کی تولیت، کسب و معاش، رہن سہن اور اعتقاد و عبادات میں مکمل آزادی عطا کی گئی۔ اُن کی پرانی عبادت گاہوں کو نہ صرف محفوظ رکھا گیا بلکہ اُن کو اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کرنے اور اپنی مذہبی تقریبات قائم کرنے بھی مکمل آزادی فراہم کی گئی۔ خلافتِ صدیقی میں غیر مسلموں کے ساتھ بے شمار ایسے معاہدات کیے گئے جن میں اُن کی عبادت گاہوں اور مذہبی شعائر کے تحفظ کو سرفہرست ذکر کیا گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دور صدیقی میں میں ہونے والے اس عمل پر دورِ حاضر میں بھی عمل کیا جائے۔ اسی ضرورت کے تحت زیر نظر مضمون تحریر کیا گیا ہے۔

دورِ صدیقی میں مسلمانوں کے غیر مسلموں کے ساتھ ہونے والے معاہدات

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں غیر مسلموں کے ساتھ مختلف معاہدات ہوئے جن میں مسلمانوں کی حکمت عملی اور رواداری کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ یہ معاہدات مختلف اقوام اور قبائل کے ساتھ ہوئے، جن میں خاص طور پر اہلِ کتاب (یہود اور عیسائی) کے ساتھ معاہدات شامل تھے۔ ان معاہدات میں مسلمانوں کی ایک طرف سے امن اور تحفظ کی یقین دہانی کرائی جاتی تھی، جب کہ دوسری طرف غیر مسلموں کو اپنے مذہبی عقائد کی آزادی حاصل تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی بھی جنگی مہم خصوصاً ملک شام کے لیے اسلامی لشکر کو روانہ کرتے وقت سپہ سالار کو درج ذیل ہدایات فرماتے تھے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا بَعَثَ الْجُنُودَ نَحْوَ الشَّامِ يَزِيدَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَشُرَحْبِيلَ ابْنَ حَسَنَةَ قَالَ لَمَّا رَكِبُوا مَشَى أَبُو بَكْرٍ مَعَ أُمَرَاءِ جُنُودِهِ يُوَدِّعُهُمْ حَتَّى بَلَغَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ فَقَالُوا يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ أَتَمْشِي وَنَحْنُ رُكْبَانٌ؟ فَقَالَ : إِنِّي أَحْتَسِبُ خُطَایَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ جَعَلَ يُوصِيهِمْ فَقَالَ : أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ اغْزُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ نَاصِرُ دِينِهِ وَلاَ تَغُلُّوا وَلاَ تَغْدِرُوا وَلاَ تَجْبُنُوا وَلاَ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ وَلاَ تَعْصُوا مَا تُؤْمَرُونَ فَإِذَا لَقِيتُمُ الْعَدُوَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَادْعُوهُمْ إِلَى ثَلاَثِ خِصَالٍ فَإِنْ هُمْ

أَجَابُوكَ فَاقْبَلُوا مِنْهُمْ وَكُفُّوا عَنْهُمُ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلُوا مِنْهُمْ وَكُفُّوا عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُوهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ فَإِنْ هُمْ فَعَلُوا فَأَخْبِرُوهُمْ أَنَّ لَهُمْ مِثْلَ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ وَإِنْ هُمْ دَخَلُوا فِى الإِسْلاَمِ وَاخْتَارُوا دَارَهُمْ عَلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ فَأَخْبِرُوهُمْ أَنَّهُمْ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَجْرِى عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللَّهِ الَّذِى فَرَضَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَيْسَ لَهُمْ فِى الْفَىْءِ وَالْغَنَائِمِ شَىْءٌ حَتَّى يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا أَنْ يَدْخُلُوا فِى الإِسْلاَمِ فَادْعُوهُمْ إِلَى الْجِزْيَةِ فَإِنْ هُمْ فَعَلُوا فَاقْبَلُوا مِنْهُمْ وَكُفُّوا عَنْهُمْ وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِينُوا بِاللَّهِ عَلَيْهِمْ فَقَاتِلُوهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَلاَ تُغْرِقُنَّ نَخْلاً وَلاَ تُحْرِقُنَّهَا وَلاَ تَعْقِرُوا بَهِيمَةً وَلاَ شَجَرَةً تُثْمِرُ وَلاَ تَهْدِمُوا بِيعَةً وَلاَ تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلاَ الشُّيُوخَ وَلاَ النِّسَاءَ وَسَتَجِدُونَ أَقْوَامًا حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ فِى الصَّوَامِعِ فَدَعُوهُمْ وَمَا حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ وَسَتَجِدُونَ آخَرِينَ اتَّخَذَ الشَّيْطَانُ فِى أَوْسَاطِ رُءُوسِهِمْ أَفْحَاصًا فَإِذَا وَجَدْتُمْ أُولَئِكَ فَاضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ۔(بیہقی،۴۸)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ملک شام کی طرف حضرت یزید بن ابو سفیان، حضرت عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ لشکر کو بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ لشکر کو الوداع کرنے کے لیے لشکروں کے امیروں کے ساتھ چلنا شروع ہو گئے حتیٰ کہ ثنیۃ الوداع تک پہنچ گئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! آپ پیدل چل رہے ہیں اور ہم سواریوں پر سوار ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے یہ قدم اللہ تعالیٰ کے راستے میں شمار کر رہا ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کو وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا، جو اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اس کے ساتھ تم لڑو، اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرنے والا ہے، تم مال غنیمت کی تقسیم میں دھوکہ نہ کرنا، غداری نہ کرنا، بزدلی نہ کرنا، زمین میں فساد نہ مچانا اور احکامات کی خلاف ورزی نہ کرنا، جب مشرکین میں سے کسی دشمن سے تمہاری ملاقات ہو تو اُن کو تین باتوں کی دعوت دینا، اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو قبول کر لینا اور اُن سے اپنے ہاتھ کو روک لینا۔ اُن کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ بات مان لیں تو قبول کر لینا اور اُن سے ہاتھ کو روک لینا، پھر اُن کو مہاجرین کے ملک کی طرف جانے کی دعوت دینا، اگر وہ ایسا کر لیں تو انہیں بتانا کہ مہاجرین والے حقوق اُن کو ملیں گے اور مہاجرین والی سزائیں اُن پر جاری ہوں گی، اگر وہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور مہاجرین کے ملک میں جانا پسند کریں تو اُن کو بتانا کہ وہ مسلمان دیہاتیوں کی طرح ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کا وہی حکم جاری ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے مومنین پر لازم کیا ہے، مالِ فئ اور مال غنیمت میں سے انہیں کوئی حصہ نہیں ملے گا حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کر جہاد کریں۔ اگر وہ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کر دیں تو انہیں جزیہ کی ادائیگی کی دعوت دینا، اگر وہ جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو جائیں تو اُن سے قبول کر لینا اور اُن سے اپنا ہاتھ روک لینا۔ اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کر دیں تو اُن کے خلاف اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اُن سے لڑنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انہیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا اور نہ پھلدار درختوں کو کاٹنا، کسی عبادت گاہ کو مت گرانا اور نہ ہی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا۔ تمہیں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ تم کچھ ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے جن کے سروں پر شیطان نے اپنا ٹھکانہ بنایا ہوا ہے، اگر تم انہیں پاؤ تو ان کی گردنیں اڑا دینا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے عبادت گاہوں میں موجود پادریوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ثابت بن

حجاج الکلابی فرماتے ہیں:

قَامَ أَبُو بَكْرٍ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا لَا يُقْتَلُ الرَّاهِبُ فِي الصَّوْمَعَةِ۔(ابن ابی شیبہ، ۴۸۵)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا کہ گرجاگھر میں پادری کو قتل نہ کیا جائے۔

اس پورے دور میں مختلف غیر مسلم اقوام کے ساتھ بہت سارے ایسے معاہدات کیے گئے جن میں نہ صرف اُن کی جان ومال اور عزت و آبرو کا تحفّظ فراہم کیا گیا بلکہ اُن کی عبادت گاہوں اور مذہبی مقامات کو بھی محفوظ بنانے کی ذمہ داری اٹھائی گئی۔ ذیل میں ایسے چند معاہدات کا ذکر کیا جارہا ہے:

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ

جب نجران کے عیسائیوں کو رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر ملی جن میں اس وقت بنو الافعی کے چالیس ہزار افراد موجود تھے یہ لوگ بنو الحارث سے پہلے وہاں آباد تھے، انھوں نے معاہدہ کی تجدید کے لیے ایک وفد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اس وفد کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حسب ذیل فرمان لکھ کر دیا۔ واضح رہے کہ عہد رسالتِ مآب ﷺ میں نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ ہوا تھا اس کی تجدید کے لیے یہ وفد آیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بلاچون وچرا اس معاہدہ کی تجدید کرکے یہ ثابت کردیا کہ آپ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کا خاصا احترام کرتے تھے۔ اس معاہدہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ .هذا ما كتب به عبد الله أبو بكر خليفة محمد النبي رَسُوْل اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأهل نجران , أجارهم بجوار الله وذمة محمد النبي رَسُوْل اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أنفسهم وأرضيهم وملتهم وأموالهم وحاشيتهم وعبادتهم وغائبهم وشاهدهم وأساقفتهم ورهبانهم وبيعهم وكل ما تحت أيديهم من قليل أو كثير لا يخسرون ولا يعسرون , ولا يغير أسقف من أسقفيته ولا راهب من رهبانيته وفاء لهم بكل ما كتب لهم محمد النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى ما فِي هذه الصحيفة جوار الله وذمة النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبداوعليهم النصح والإصلاح فيما عليهم من الحق.شهد المستورد بن عمرو أحد بني القين وعمرو مولى أبي بكر وراشد بن حذيفة والمغيرة , وكتب۔(ابو یوسف،۷۳:۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ تحریر ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندے، اللہ تعالیٰ کے رسول محمد نبی ﷺ کے خلیفہ ابو بکر نے اہل نجران کے لیے سپردِ قلم کی ہے، اس نے اُن کی جانوں، اُن کی زمینوں، مذہب، اموال، ماتحت لوگوں، ان کی عبادت، ان میں سے غیر حاضر لوگوں اور موجودہ افراد، ان کے اساقفہ، راہبوں، عبادت گاہوں اور ان کے قبضہ میں تھوڑا زیادہ جو کچھ بھی ہے ان تمام کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی امان اور اللہ تعالیٰ کے رسول محمد نبی ﷺ کی ذمہ داری کی پناہ میں لے لیا ہے، انہیں نہ کوئی نقصان پہنچایا جائے گا نہ کسی تنگی میں مبتلا کیا جائے گا، کسی اسقف کو اس کی اسقفیت سے اور کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے نہیں ہٹایا جائے گا۔ یہ عہد ان تمام وعدوں کی تکمیل کے طور پر کیا جارہا ہے جو محمد نبی ﷺ نے ان کے لیے تحریر فرمائے ہیں۔ اس تحریر میں جو کچھ درج ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی پناہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہمیشہ ہمیشہ حاصل رہے گی، اور ان کی ذمہ داری ہے کہ

خیر خواہی برتیں اور ان کے اوپر جو حقوق لازم آتے ہیں ان کے باب میں بہتر رویہ اختیار کریں۔ اس پر درج ذیل حضرات گواہ ہیں:

بنی قین سے تعلق رکھنے والے مستورد بن بن عمرو

ابو بکر کے آزاد کردہ غلام عمرو

راشد بن حذیفہ

مغیرہ اور انہوں نے ہی اسے لکھا۔

اہل عانات کے ساتھ معاہدہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب شام اور دمشق کی سرحدوں سے عراق اور ایران کی طرف جارہے تھے تو راستے میں اہل عانات کے لوگوں کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک معاہدہ فرمایا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

على ان لا يهدم لهم بيعة ولاكنيسة وعلى ان يفربوا نواقيسهم فى اى ساعة شاء وا من ليل او نهار الا فى اوقات الصلوٰة وعلى ان يخرجوا الصلبان فى ايام عيدهم واشترط عليهم ان يضيفوا المسلمين ثلاثة ايام ويبذرقومهم۔۔(ابویوسف،۱:۱۶۰)

ان کے گرجاگھروں اور خانقاہوں کو نہیں گرایا جائے گا، وہ اوقاتِ نماز کے علاوہ دن رات میں جب چاہیں ناقوس بجاسکتے ہیں، وہ اپنے تہواروں پر صلیب نکال سکتے ہیں، وہ مسلمان مسافر کی تین ایام تک مہمان نوازی کریں گے اور ضرورت کے وقت مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کو ایک صلح نامہ لکھ کر دیا جس میں یہ سارا معاہدہ بھی موجود تھا۔

اہل نقیب اور کواثل کے ساتھ معاہدہ

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نقیب و کواثل کی طرف رخ فرمایا۔ وہاں کے لوگوں نے صلح کی درخواست کی جو آپ رضی اللہ عنہ نے منظور فرمالی۔ امام ابویوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فَصَالَحُوهُ عَلَى مِثْلِ مَا صَالَحَهُ عَلَيْهِ أَهْلُ عَانَاتَ وَجَرَى الصُّلْحُ بَيْنَهُمْ وَكتب بينه وَبَيْنَهُمُ الْكِتَابَ عَلَى ذَلِكَ۔۔(ابویوسف،۱:۱۶۰)

انہوں نے انہی شرائط پر صلح کرلی جن پر اہل عانات نے صلح کی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اور اُن کے درمیان ایک صلح نامہ تحریر فرمادیا۔

اہلِ عانات کے ساتھ جن شرائط پر صلح ہوئی تھی، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ان کے گرجاگھروں اور خانقاہوں کو نہیں گرایا جائے گا۔

۲۔ وہ اوقاتِ نماز کے علاوہ دن رات میں جب چاہیں ناقوس بجاسکتے ہیں۔

۳۔ وہ اپنے تہواروں پر صلیب نکال سکتے ہیں۔

۴۔ وہ مسلمان مسافر کی تین ایام تک مہمان نوازی کریں گے۔

۵۔ضرورت کے وقت مسلمانوں کے جان ومال کی حفاظت کریں گے۔

اہلِ قرقیسیا کے ساتھ معاہدہ

اہلِ نقیب اور کواثل کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے قرقیسیا کی طرف رخ کر کے اُن کا محاصرہ کرلیا۔ کئی دنوں کے محاصرے کے بعد وہاں کے لوگوں نے صلح کا پیغام بھیجا، جسے آپ رضی اللہ عنہ نے منظور فرمالیا۔ ان کے ساتھ وہی شرائط طے کی گئیں جو اہلِ عانات کے ساتھ طے کی گئی تھی۔اس معاہدہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:

عَلَى أَنْ لَا يَهْدِمَ لَهُمْ بَيْعَةً وَلا كَنِيسَةً، وَعَلَى أَنْ يَضْرِبُوا نواقيسهم إِلَّا فِي أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ وَيُخْرِجُوا صُلْبَانَهُمْ فِي يَوْمِ عِيدِهِمْ؛ فَأَعْطَاهُمْ ذَلِكَ، وَكَتَبَ بَيْنَهُ وبَيْنَهُمُ الْكِتَابَ، وَشَرَطَ عَلَيْهِمْ أَنْ يُضِيفُوا الْمُسْلِمِينَ وَيَبْذَرِقُوهُمْ، فَأَدَّوْا إِلَيْهِ الْجِزْيَةَ وَتُرِكَتِ الْبِيَعُ وَالْكَنَائِسُ لَمْ تُهْدَمْ لِمَا جَرَى مِنَ الصُّلْحِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَهْلِ الذِّمَّةِ۔(ابو یوسف،۱:۱۶۰)

اِن کے گرجاگھر یا بیعہ کو مسمار نہیں کیا جائے گا، اوقاتِ نماز کے علاوہ اِن کو ہر وقت ناقوس بجانے کی اجازت ہو گی، وہ لوگ اپنی عید کے دن صلیب لے کر باہر نکل سکیں گے، آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کی یہ شرائط قبول کر کے اپنے اور اُن کے درمیان صلح نامہ تحریر کردیا۔ آپ نے اُن سے یہ طے کرلیا کہ مسلمانوں کی ضیافت کریں گے اور اِن کی حفاظت کا اہتمام کریں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان کا جزیہ ادا کیا اور مسلمانوں اور ان کے درمیان جو صلح ہوئی تھی اس کے بموجب ان کے گرجاگھر اور بیعے باقی رہنے دیے گئے، منہدم نہیں کیے گئے۔

اہل حیرہ سے معاہدہ

اہل حیرہ نے حیرہ کے مقام پر تین مضبوط قلعے تعمیر کر رکھے تھے جو کہ قصر ابیض، قصر عدیس اور قصر ابن بقیلہ کے نام سے مشہور تھے۔ اسلامی لشکروں کی آمد کی اطلاع پر وہ ان قلعوں میں بند ہو گئے۔ اسلامی لشکر نے تینوں قلعوں کے چاروں طرف چکر لگایا لیکن کوئی بھی آدمی نظر نہیں آیا۔ پھر قصر ابیض پر دولڑکے نظر آئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک سپاہی کو اُن کی طرف بھیجا تو مسلمان سپاہی نے آواز دی کہ تم میں سے ایک بندہ نکل کر ہمارے پاس آئے تاکہ ہم اس کے ساتھ گفتگو کریں، تو ایک آدمی نے سامنے آکر دریافت کیا کہ جو آدمی بھیجا جائے گا اسے واپس آنے تک امان حاصل ہو گی؟ تو سپاہی نے کہا: ہاں۔ چنانچہ عبد المسیح بن حیان بن بقیلہ قلعہ سے اتر کر آیا۔ یہ اتنا بوڑھا تھا کہ اس کے ابرو کے بال جھک کر اس کی آنکھوں پر آ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ایاس بن قبیصہ طائی بھی تھا جسے کسریٰ کی طرف سے حیرہ کا والی مقرر کیا گیا تھا۔ سپاہی ان دونوں حضرات کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں، اگر تم اسے قبول کر لو تو تمہیں بھی وہ سارے حقوق حاصل ہو جائیں گے جو باقی مسلمانوں کو حاصل ہیں اور تم پر بھی وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو تمام مسلمانوں پر لاگو ہیں۔ اگر تمہیں ایسا کرنا منظور نہیں تو جزیہ ادا کرو اگر یہ بھی منظور نہیں تو اچھی طرح جان لو کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ یہاں آیا ہوں جن کو موت اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے جتنی تمہیں زندگی محبوب ہے۔ عبد المسیح کے ہاتھ میں زہر تھا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو

اس نے کہا کہ یہ زہر ہے، اگر آپ میری شرط مان لیں گے تو خیر ورنہ میں اسے پی لوں گا، کیونکہ میں اپنے لوگوں کے پاس ایسی بات لے کر نہیں جاؤں گا جو انہیں پسند نہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر اس کے ہاتھ سے زہر لے کر پی گئے کہ اس اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ زمین یا آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ عبد المسیح نے اپنی قوم کے پاس واپس جا کر کہا کہ میں ایسے لوگوں سے مل کر آیا ہوں جن پر زہر بھی اثر نہیں کرتا۔ ایاس بن قبیصہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ ہم آپ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں نہ اپنا دین بدلنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے دین پر قائم رہ کر آپ کو جزیہ ادا کریں گے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اُن سے صلح کر لی۔ اس معاہدہ کے الفاظ یہ ہیں:

فَصَالحَهُ عَلَى سِتِّينَ أَلْفًا وَرَحَلَ عَلَى أَنْ لَا يَهْدِمَ لَهُمْ بَيْعَةً وَلا كَنِيسَةً وَلا قَصْرًا مِنْ قُصُورِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَتَحَصَّنُونَ فِيهَا إِذَا نَزَلَ بِهِمْ عَدُوٌّ لَهُمْ، وَلَا يمنعنون مَنْ ضَرْبِ النَّوَاقِيسِ وَلا مِنْ إِخْرَاجِ الصُّلْبَانِ فِي يَوْمِ عِيدِهِمْ، وَعَلَى أَنْ لَا يَشْتَمِلُوا عَلَى تَغبَّةٍوَعَلَى أَنْ يُضِيفُوا مَنْ مَرَّ بِهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِمَّا يَحِلُّ لَهُمْ مِنْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ۔۔(ابو یوسف، ۱:۱۶۰)

آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے ساٹھ ہزار پر صلح کر لی اور یہ شرائط طے کر کے آگے روانہ ہوئے کہ ان کے کسی گرجا گھر یا بیعہ کو منہدم نہیں کیا جائے گا، نہ ان کے قلعوں کو مسمار کیا جائے گا جن میں محصور ہو کر وہ دشمنوں سے اپنا بچاؤ کرتے تھے، ان کو ناقوس بجانے اور اپنے عید کے دن صلیب نکالنے سے منع نہیں کیا جائے گا اور ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ وہ کسی سازش اور فتنہ و فساد میں نہ پڑیں، ادھر سے گزرنے والے مسلمانوں کی ضیافت کریں اور ان کو کھانے کی وہ چیزیں پیش کریں جو ان کے ہاں حلال ہیں۔

اس معاہدہ میں اہل حیرہ کے مسیحیوں کو مزید درج ذیل حقوق عطا کیے گئے:

وَجَعَلْتُ لَهُمْ أَيُّمَا شَيْخٍ ضَعُفَ عَنِ الْعَمَلِ أَوْ أَصَابَتْهُ آفَةٌ مِنَ الآفَاتِ أَوْ كَانَ غَنِيا فَافْتَقَرَ وَصَارَ أَهْلُ دِينِهِ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهِ طَرَحْتُ جِزْيَتَهُ وَعِيلَ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ.وَعِيَالُهُ مَا أَقَامَ بِدَارِ الْهِجْرَةِ وَدَارِ الإِسْلامِ؛ فَإِنْ خَرَجُوا إِلَى غَيْرِ دَارِ الْهِجْرَةِ وَدَارِ الإِسْلامِ؛ فَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ النَّفَقَةُ عَلَى عِيَالِهِمْ. وَأَيُّمَا عَبْدٍ مِنْ عَبِيدِهِمْ أَسْلَمَ أُقِيمَ فِي أَسْوَاقِ الْمُسْلِمِينَ فَبِيعَ بِأَعْلَى مَا يُقَدَّرُ عَلَيهِمْ فِي غَيْرِ الْوَكْسِ وَلا تَعْجِيلَ وَدُفِعَ ثَمَنُهُ إِلَى صَاحِبِهِ، وَلَهُمْ كُلُّ مَا لَبِسُوا مِنَ الزِّيِّ إِلا زِيَّ الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَشَبَّهُوا بِالْمُسْلِمِينَ فِي لِبَاسِهِمْ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْهُمْ وُجِدَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ زِيِّ الْحَرْبِ سُئِلَ عَنْ لِبْسِهِ ذَلِكَ فَإِنْ جَاءَ مِنْهُ بِمَخْرَجٍ؛ وَإِلا عُوقِبَ بِقَدْرِ مَا عَلَيْهِ مِنْ زِيِّ الْحَرْبِ. وَشُرِطَتْ عَلَيْهِمْ جبابة مَا صالحتهم عَلَيْهِ حَتَّى يؤدوه إِلَى بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ عُمَّالُهُمْ مِنْهُمْ؛ فَإِنْ طَلَبُوا عَوْنًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أُعِينُوا بِهِ وَمَئُونَةُ الْعَوْنِ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ۔۔(ابو یوسف، ۱:۱۶۰)

۱۔ میں نے انہیں یہ حق دیا ہے کہ ان کا بوڑھا آدمی جو کام سے معذور ہو جائے یا اس پر کوئی مصیبت آن پڑے یا پہلے مال دار ہو پھر ایسا غریب ہو جائے کہ اس کے ہم مذہب اسے خیرات دینے لگیں تو اس کے سر سے جزیہ ساقط کر دوں گا۔

۲۔ جب ایسا بندہ دار الہجرت اور دار الاسلام میں رہے گا تو اس کے اور اس کے اہل و عیال کے مصارف بیت المال سے پورے کیے جائیں گے، البتہ اگر ایسے لوگ دار الہجرت اور دار الاسلام چھوڑ کر باہر چلے جائیں تو ان کے اہل و عیال کی کفالت مسلمانوں کے ذمہ نہیں ہوگی۔

۳۔ان کا جو غلام مسلمان ہو جائے اسے مسلمانوں کے بازار میں کھڑا کر کے اس سے زیادہ قیمت پر فروخت کر دیا جائے گا جو کسی طرح کی عجلت اور تخفیف کے بغیر لگ سکتی ہے۔ پھر یہ قیمت غلام کے مالک کو دے دی جائے گی۔

۴۔ فوجی لباس کے علاوہ انہیں ہر طرح کا لباس پہننے کی اجازت ہو گی بشر طیکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں۔

۵۔ اگر ان میں سے کوئی فوجی لباس میں پایا گیا تو اس سے اس کی بابت پوچھ گچھ کی جائے گی، اگر اس نے معقول عذر پیش کیا تو خیر، ورنہ جتنا فوجی لباس اس نے پہن رکھا ہو گا اسی کی مناسبت سے اسے سزا دی جائے گی۔

۶۔ جس رقم پر ان سے صلح ہوئی ہے وہ رقم بیت المال میں داخل کرنا ان کے اپنے عمال کی ذمہ داری ہو گی۔ البتہ اگر ان لوگوں نے اس کام کے لیے مسلمانوں سے معاون طلب کیے تو فراہم کیے جائیں گے اور ان معاونین کے اخراجات مسلمانوں کے بیت المال کے ذمہ ہوں گے۔

اہل حیرہ کے ساتھ صلح کے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبد المسیح اور ایاس بن قبیصہ سے پوچھا کہ جب تم کسی ایسے ملک میں نہیں ہو جہاں اپنے دفاع میں کامیاب ہو سکو تو پھر تم نے قلعے کیوں تعمیر کیے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ احمقوں کو اس کے رعب سے ڈرا کر واپس بھیج دیتے ہیں۔ اگر کوئی عقل مند آ جائے تو اس کی صورتِ حال مختلف ہوتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم عرب ہو تو پھر جنگ کرنا کیوں نہیں سیکھتے تو وہ بولے کہ ہم نے سور اور شراب کو جنگ پر ترجیح دے دی ہے اور ہمارے پڑوسی ایرانی بھی اس بات پر راضی ہیں۔

اہل عین التمر اور اہل الیس کے ساتھ معاہدہ

اہل عین تمر سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو معاہدہ فرمایا اس سے متعلق حضرت امام ابو یوسف فرماتے ہیں:

واعطاه اهل عين التمر الجزية كما اعطاه اهل الحيرة وغيرهم من اهل القرى وكتب لهم كتابا على ما كتب لاهل الحيرةوكذلک لاهل اليس۔۔(ابو یوسف، ۱:۱۶۰)

اہل عین تمر اور اس کے ارد گرد رہنے والے لوگوں نے بھی اہل حیرہ کی طرح جزیہ ادا کرنا منظور کر لیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے اُسی طرح کا معاہدہ لکھا جس طرح کا معاہدہ آپ رضی اللہ عنہ نے اہل حیرہ اور اہل الیس کو لکھ کر دیا تھا۔

درج بالا معاہدات ایسے ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں غیر مسلموں کے ساتھ کیے گئے تھے۔ ان تمام معاہدات میں اُن کی عبادت گاہوں کے تحفظ کی مکمل ذمہ داری اٹھائی گئی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان تمام معاہدات میں سے نہ تو کسی کی تردید فرمائی اور نہ کسی میں ترمیم فرمائی۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اس کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ولم يرد ذلک الصلح على خالد رضى الله عنه ابو بكر رضى الله عنه ولا رده بعد ابى بكر رضى الله عنه عمر رضى الله عنه ولا عثمان رضى الله عنه ولا على رضى الله عنه۔(ابو یوسف، ۱:۱۶۰)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے دی گئی صلح کو نہ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رد فرمایا، نہ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے، نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رد فرمایا۔

اس پسِ منظر سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بین المذاہب ہم آہنگی کو نہ صرف مکالمات تک محدود رکھا گیا بلکہ اس حوالے سے عملی کام بھی کیے گئے۔ اس ضمن میں غیر مسلموں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اُن کی عبادت گاہوں اور مذہبی مقامات کو بھی محفوظ بنایا گیا۔

خلاصہ

دورِ صدیقی میں غیر مسلموں کے مذہبی حقوق کا تحفظ ایک اہم اور نمایاں پہلو تھا، جس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاص توجہ دی۔ حضرت ابو بکر کے عہد میں غیر مسلموں کو اپنے مذہبی عقائد اور عبادات میں مکمل آزادی حاصل تھی۔ آپ نے غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی دی۔ کسی بھی غیر مسلم کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کے عقائد پر کسی قسم کی پابندی عائد کی گئی۔ آپ نے غیر مسلموں کے ساتھ کیے گئے معاہدات کا احترام کیا۔ آپ کے دور میں غیر مسلموں کے ساتھ کیے گئے معاہدات کی پابندی کی گئی، جس میں ان کے مذہبی عقائد کی آزادی کو تسلیم کیا گیا تھا۔ غیر مسلموں کو اپنے عبادات کے طریقوں اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ضمانت دی گئی۔ آپ کے دور میں کسی بھی غیر مسلم کو اپنے مذہبی عبادات کرنے میں رکاوٹ نہیں ڈالی گئی اور ان کے مذہبی مقام کی حرمت کا خیال رکھا گیا۔ آپ نے غیر مسلموں کو اسلامی زکوۃ سے مستثنٰی رکھا۔ ان پر اسلامی مالی ذمہ داریاں فرض نہیں کی گئیں اور انہیں ان کے مذہبی فریضے کرنے کی آزادی دی گئی۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق خیرات یا صدقہ دینے میں آزاد تھے۔ غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کو محفوظ رکھنے کے لیے حضرت ابو بکر صدیق نے حکومت سے غیر مسلموں کو کسی قسم کی مذہبی جبر یا زیادتی کا شکار نہ ہونے دینے کی پالیسی اپنائی۔ مثال کے طور پر، جب حضرت ابو بکر صدیق نے شام کی طرف جنگ کے لیے فوج بھیجی، تو وہاں عیسائیوں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی گئی اور انہیں اپنے مذہبی عقائد پر عمل کرنے کی مکمل آزادی دی گئی۔ آپ نے غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کی بنیاد پر حکمرانی کی۔ آپ کے دور میں غیر مسلموں کے مذہبی رسومات کی آزادی اور احترام کا اہتمام کیا گیا، اور ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا ظلم یا جبر نہیں کیا گیا۔

حواشی وحوالہ جات

البیہقی۔(۲۰۰۹ء). **السنن الکبریٰ**۔ دار الکتب العلمیہ۔

Al-Bayhaqi. (2009). *Al-Sunan al-Kubra*. Dar al-Kutub al-Ilmiyyah.

ابن ابی شیبہ۔(۲۰۰۱ء). **المصنف فی الاحادیث والآثار**۔ دار صادر۔

Ibn Abi Shaybah. (2001). *Al-Musannaf fi al-Ahadith wa al-Athar*. Dar Sadir.

ابویوسف۔(۲۰۰۱ء). **کتاب الخراج**۔ مکتبہ رحمانیہ۔

Abu Yusuf. (2001). *Kitab al-Kharaj*. Maktaba Rahmaniya.

انس بن مالک۔(۱۹۹۹ء). **الموطا**۔ مکتبہ رحمانیہ۔

Malik ibn Anas. (1999). *Al-Muwatta'*. Maktaba Rahmaniya.

ہندی، علی المتقی۔(۲۰۰۸ء). **کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال**۔ دار الکتب العلمیہ۔

Al-Hindi, Ali al-Muttaqi. (2008). *Kanz al-Ummal fi Sunan al-Aqwal wa al-Af'al*. Dar al-Kutub al-Ilmiyyah.